شرعی اور وضعی قوانین میں اقرار کی حیثیت: ایک تنقیدی وتقابلی جائزہ

Shari'ah (Islamic Laws) and Prevailing Laws Concerning to Admission: A Critical and Comparative Study

* عرفان علی : پی ایچ ڈی سکالر، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان۔ ali69irfan@gmail.com

** ڈاکٹر گلزار علی: اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان۔ gulzar@awkum.edu.pk

*** ڈاکٹر حافظ صالح الدین: چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان۔ salihuddin@awkum.edu.pk

ABSTRACT

Disputes and differences are part of human society. No society is free of these problems. All societies have certain rules to resolve these disputes. Like other countries, Pakistan has also a system of law courts to settle such issues. The courts resolve these issues on the ground of certain proofs such as evidences, oaths and witnesses etc. Admission is a part of judicature. Pakistani judicature has laws concerning to admission. While Shari'a has also laws for the said purpose. Now, it is important to see whether these methods are compatible to Islamic laws or not. The article under study is presenting a comparative analysis of the both laws. As Pakistan is an Islamic Republic and Islam is the state religion, the findings of the article will guide towards the Islamization of these laws if there is some difference or clash between the two.

Keywords: Disputes, Evidence.Islamic,Shari`ah, Constitutional Laws.

تعارف:

اسلام مسلمانوں کا دستور حیات ہے جس میں مسلمانوں کی زندگی کے ہر پہلو سے متعلق رہنما اصول اور ہدایات موجود ہیں۔ مسلمان ان ہدایات میں موجود احکامات پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور اس کے نواہی سے اجتناب برتتے ہیں۔ان ہی احکامات میں سے ایک عدل وانصاف کا قیام ہیں،اور یہ ایسا حکم ہے جس کے بغیر ایک صالح معاشرے کا قیام ممکن نہیں۔قیام عدل تب ممکن ہے کہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی ایک ایسے نظام کے تابع ہو جس میں تمام لوگوں کے لئے راہنمائی کے ساتھ ساتھ اس کو ایک باقاعدہ منظم صورت میسر ہو کہ معاشرے میں کسی بھی طبقے کے حق تلفی نہ ہو۔ایک اسلامی ریاست میں لوگوں کے درمیان جب تنازعات اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو عدالتوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔عدالت میں جب کوئی مقدمہ لے جاتا ہے تو ان کے اثبات کے لئے مختلف طریقے اپنائے جاتے ہیں، جیسے شہادت، اقرار اور قسم وغیرہ۔اب یہ دیکھنا ضروری ہے کہ یہ فیصلے شرعی قوانین کے موافق

ہیں یا مخالف۔اسی لئے اقرار سے متعلق وضعی اور شرعی قوانین کے درمیان ایک تقابلی جائزے کی ضرورت پیش ہوئی تاکہ جہاں پر وضعی قوانین میں کوئی کمی ہو اس کا ازالہ کیا جاسکے۔

اقرار کا لغوی معنیٰ: اقرار قرار سے مشتق ہے اور ثبوت کے معنی میں ہے جیساکہ کہا جاتا ہے "قر الشی اذاثبت" اور انکار کے مخالف ہے۔[1]

اصطلاحی معنیٰ: شریعت کی اصطلاح میں اپنے اوپر غیر کے حق کے ثابت ہونے کی خبر دینے کو اقرار کہتے ہیں۔[2] اقرار کرنے والے کو مقر، جس کا حق اپنے اوپر ثابت کرے اس کو مقرلہ اور جس چیز کا اقرار کرے اس کو مقربہ کہتے ہیں۔

اقرار کا ثبوت: اقرار کا ثبوت قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ سے ثابت ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"وليملل الذي عليه الحق"[3] چاہئے کہ بتاتا رہے یعنی اقرار کرے وہ شخص جس پر اقرار فرض ہے۔

دوسری جگہ پر باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"قا ل أأقررتم وأخذتم على ذلكم إصري"[4] "فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا۔"

---

1 افریقی، محمد بن مکرم، ابن منظور، لسان العرب (دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ)، ۸۴/۵

Afrique ,Muhmmad b Mukkram,abni Manzoor,lisan ul Arab(Dar Al sader ,Beirut ,1414),5/84

2 قونوی، قاسم بن عبداللہ، انیس الفقہاء فی تعریفات الالفاظ المتداولۃ (دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ)، ۹۱/۱

Qonwi ,Qasim b Abdullah,Anisul Fuqha fi Trifat alafaz e almutadwela (Dar Al .kutubal llamiyyah 1442),1/91

3 سورۃ البقرۃ ۲: ۲۸۲

Surah Al Baqra2:282

4 سورۃ آل عمران ۳: ۸۱

Surah Al Imran3:81

احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سیدنا ماعز رضی اللہ عنہ [1] پر ان کے اقرار زنا کی وجہ سے رجم فرمایا۔[2]

اسی طرح جب اقرار کرنے والے کے اقرار سے حدود و قصاص ثابت ہو جاتے ہیں تو مال بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔[3]

تقابل:

An Admission is a statement, oral or documentary, which suggests any inference as to any fact in issue or relevant fact, and which is made by any of the persons, and the circumstances, hereinafter mentioned.[4]

"قانون الشہادت (۱۹۸۴ء) کے مطابق اقرار زبانی یا تحریری دستاویز ہوتی ہے جس میں کسی مسئلہ یا مسئلہ سے متعلق معلومات کی حقیقت کو بیان کیا جاتا ہے جو کسی بھی شخص کی طرف سے بنایا جاتا ہے اور ان حالات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یعنی اقرار ایک ایسا زبانی یا دستاویزی بیانیہ ہے جو کسی امر کو ثابت کرے یا اس کے اثبات کو واضح کرے۔"

اقرار کو اس لئے قبول کیا جاتا ہے کہ جب ایک شخص ایسا بیان دیتا ہے جو اس کے لئے نقصان دہ ہوں تو اس میں غالب یہ ہے کہ یہ کہنے والا سچا ہو۔

رکن اقرار: اس کی دو قسمیں ہیں:

---

1 سیدنا ماعزؓ، ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہے جس نے زنا کا اعتراف کیا تھا اور اس کو آپ ﷺ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے بیٹے عبداللہ نے اس سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ (ابن اثیر، محمد بن محمد، اسدالغابۃ، (دارالفکر، بیروت ۱۴۰۹ھ)، ۲۳۱/۴)

Abni Asir,Muhammad Bin Muhammad,Usdul Ghaba(Darul fikar,Beirut,1409),4/231

2 "رایت ماعز بن مالک حین جیء بہ إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل قصیر، أعضل، لیس علیہ رداء، فشہد علی نفسہ اربع مرات إنہ زنی، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: فلعلك؟قال: لا، والله إنه قد زنى الأخر، قال: فرجمه" المسند الصحيح المختصربنقل العدل عن العدل الیٰ رسول الله ﷺ۔ (قشیری، ابوالحسن، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب من اعترف علی نفسہ بالزناء (داراحیاء التراث العربی، بیروت سن ندارد)، حدیث: ۱۶۹۲)

Muslim b Hajjaj,Sahih Muslim(Dar Ahya Al Turath al Arabi nd) , Hadith No:1292

3 مرغینانی، ابوالحسن، برھان الدین، علی بن ابی بکر، الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، (داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، سن ندارد)، ۱۸۷/۳

Murghainani,Burhan al.Din,Ali b Abi Bakar,Al.Hidayah(Dar Ahya Al Turath al Arabi nd),3/178

4*Muhammad Iqbal,The Qanun e Shahdat. (PLD Publishers,Lahore,2016), P:55Chapter:3 ,Article:30*

۱۔ **صریح:** **عَلی** "کا لفظ ایجاب میں استعمال ہوتا ہے اور ایجاب کا محل ذمہ ہے اور ثابت فی الذمہ دین ہوتا ہے عین نہیں ہوتا۔[1]

جیسے کوئی کہے "لفلان عليّ درهم"، تو علی شرعاً اور لغۃً کسی چیز کو لازم کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا"[2] "لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے لئے اس گھر کا حج فرض ہے جو اس گھر کی راہ پاسکے۔"

۲۔ **دلالۃً:** اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی دوسرے آدمی کو کہے "لی علیک الف" دوسرا اس کے جواب میں کہے کہ میں نے ادا کیا ہے، یعنی اس کے جواب میں قضیتُ کا لفظ لائے۔ اور قضاء عبارت ہے کہ مثلِ واجب کو اس کے حق دار کی طرف سپرد کرنا تو قضاء کا اقرار کرنا وجوب کا اقرار ہے۔ لیکن پھر اس کی ادائیگی کا اقرار کرتا ہے اور اس کا ثبوت گواہوں کے بغیر نہیں ہوسکتا۔[3]

شرائط اقرار:

شرائط اقرار یہ ہیں: ۱۔ عاقل ہونا۔ ۲۔ بالغ ہونا۔ ۳۔ آزاد ہونا (بعض چیزوں کے اقرار کے لئے)۔ ۴۔ مقربہ ایسی چیز ہو جس کو سپرد کرنا واجب ہو۔

اقرار کرنے والے کا عاقل اور بالغ ہونا اس لئے ضروری ہے کہ بچہ و مجنون میں خود پر کوئی چیز لازم کرنے کی لیاقت نہیں ہوتی، البتہ اگر بچہ ماذون فی التجارت ہو تو اجازت کی وجہ سے اس کا حکم بالغوں جیسا ہے۔[4]

آزاد ہونا بعض چیزوں کے اقرار میں شرط ہے، جیسے عبد مجور کا مال کا اقرار کرنا صحیح نہیں، اور قصاص کا اقرار کیا تو لازم ہوگا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر عبد مجور کا مالی اقرار اگر صحیح ہو جائے تو اس کے ذمہ مال لازم ہوگا حالانکہ اس کی گردن

---

1 ابن الشحنہ، لسان الدین، احمد بن محمد، لسان الحکام فی معرفۃ الأحکام، (البابی الحلبی، قاہرہ، ۱۳۹۳ھ)، ۱/۲۷۰
Abn.Alshahana,Lisan al Din,Ahmad b Muhammad,Lisan Al hukkam fi Marifat al ahkam(Al Babi,Al Halbi,Qahra,1393),1/270

2 سورۃ آل عمران ۳: ۹۷
Surah Al Imran3:97

3 کاسانی، ابو بکر بن مسعود بن احمد، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، (دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۶ھ)، ۷/۲۰۸
Kasani,Abu Bakar b masood b Ahmad,Bidaye al Sanaye fi Tartib Al Sharih(Dar Al Kutub al llmiyyah1406),7/208

4 منلا خسرو، محمد بن فرامر، درر الحکام شرح غرر الأحکام، (دار احیاء الکتب العربیۃ، سن تاریخ ندارد)، ۳/۲۵۷
Minla,khisro.Muhammad b Framr,Durr Al Hukkam Shrah Ghurar Al Ahkam(Dar Ahya Al kutub,nd),3/257

اس کے مالک کی مال ہے۔ جہاں تک حدود اور قصاص کا تعلق ہے تو ان میں عبد مجور اصلی آزادی پر باقی ہے، یہی وجہ ہے کہ ان میں مولیٰ کا اپنے غلام پر اقرار کرنا درست نہیں، کیونکہ سزا نقصان کی بنیاد پر ہوتی ہے اور جنایت اس کے مکلّف ہونے پر مبنی ہے اور مکلّف ہونا آدمیت کے خواص میں سے ہے اور آدمیت غلامی سے زائل ہو جاتی ہے۔[1]

۵: مکرَہ کا اقرار درست نہیں۔[2]

اقرار میں رضامندی شرط ہے تو جس پر زبردستی کی جائے اس کا اقرار صحیح نہیں ہوگا۔ متأخرین علماء کے نزدیک اگر کسی پر جبر کیا جائے اور وہ چوری کا اقرار کرے تو یہ اقرار درست ہوگا۔[3]

اسی طرح پاکستان کے مروجہ قانون معاہدہ ۱۹۷۲ء میں بھی مجبور اور مکرہ کی بیع کو بیع کی تعریف سے نکالا گیا ہے:

Coercion" is the committing, or threatening to commit, any act forbidden by the Penal Code or the unlawful detaining or threatening to detain, any property, to the prejudice of any person whatever, with the intention of causing any person to enter into an agreement.[4]

"جبر سے مراد کسی فعل کے ارتکاب یا ارتکاب کی دھمکی سے ہوتا ہے جو تعزیرات پاکستان کے مطابق منع ہو یا جبر سے مراد کسی جائیداد کی غیر قانونی روک تھام یا غیر قانونی طور پر روکنے کی دھمکی دینا ہے جو کسی شخص کے خلاف اس ارادہ سے ہو کہ دوسرے شخص سے کوئی معاملہ کرایا جائے۔"

۶۔ ان حدود میں جو خالص اللہ کا حق ہو حالت نشہ میں اقرار کرنا درست نہیں۔

حدود دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ جس میں صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہو ان میں حالت نشہ میں اقرار کرنا درست نہیں، اور وہ حدود جس میں بندوں کے حقوق بھی ہوتے ہیں ان میں حالت نشہ میں اقرار کرنا درست ہے جیسے حد قذف کی صورت میں۔ حدود میں حد قذف کے علاوہ میں مسکر کا اقرار درست نہیں، جب کہ قصاص، حقوق مالیہ، طلاق اور عتاق میں اس کا اقرار صحیح ہوگا۔[5]

---

1 زیلعی، عثمان بن علی، تبیین الحقائق، (المطبعۃ الکبریٰ الأمیریۃ، قاہرہ)، ۵/۲

Zailai,Usman b Ali,Tabin Al Haqiq(Al Matabtul Kubra Al Amiria,qahira),2/5

2 لجنتہ علماء ہند، فتاویٰ عالمگیری، (دار الفکر، بیروت، ۱۳۱۰ھ)، ۱۵۶/۴

Lujna Ulme Hind,Fatwa al almgri(Dar Al Fikar Beirut,1310),4/156

3 شہاب الدین، احمد بن محمد، غمز عیون البصائر فی شرح الأشباہ والنظائر، (دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۵ھ)، ۴۳/۳

Shahab Al din,Ahmad b Muhammad,Ghamz aun Al basyer Fi Shrah Al Ashbah Wal Nazayer(Dar Al Kutub Ilmiyyah,1405),3/43

4 The Contract Act, 1872,Chaper: 2, Section: 15

5 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق، (دار الکتاب الاسلامی، سن تاریخ ندارد)، ۳۰/۵

Ibn Nujim,Zain Al Din b Ibrahim(Dar Al kitab Al Islami,nd),5/30

اقرار کی صورتیں:

اقرار کا لکھنا ایسا ہے جیسا کہ زبان سے اقرار کرنا ہے۔کتابت سے اقرار کرنے کی کئی صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ اس طرح لکھے کہ وہ واضح نہ ہو، جیسے ہوا، پانی اور یا برف پر لکھے تو اس سے اس پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اس پر گواہ اس طرح قائم کرے کہ چند لوگوں سے کہنے میں یوں کہے کہ مجھ پر اس کے گواہ رہو اور ان کو کچھ پڑھ کرنہ سنائے۔دوسرا یہ کہ اگر ان کو پڑھ کر سنا دیا تو جو کچھ لکھا سنایا ہے وہ اس پر لازم ہوگا اور جس شخص نے اس کا یہ اقرار سنا اس کو اس کی گواہی دینا جائز ہے۔دوسری صورت یہ ہے کہ اس طور پر لکھے کہ وہ واضح ہو،اس کی چند صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ لکھتے وقت پہلے بسم اللہ لکھے اس کے بعد دعا اور پھر مقصود لکھے تو استحسان کے طور پر یہ اقرار شمار ہوگا اور جو شخص اس کی تحریر کا معائنہ کرے اس کو اس بات کی گواہی دینا جائز ہے لیکن اس شرط پر کہ گواہ اس تحریر کو جان لے۔ اگر اس طرح لکھے کہ میں تیرے لئے فلاں شخص کی طرف سے ضامن ہو تو اگرچہ اس تحریر کو محو کر دیا ہو اور دو گواہوں نے اس کی گواہی دی تو اس کے ذمہ یہ لازم ہوں گی۔[1]

تقابل:

No fact need be proved in any proceeding which the parties thereto or their agents agree to admit at the hearing, or which, before the hearing, they agree to admit by any writing under their hands, or which by any rule or pleading in force at the time they are deemed to have admitted by their pleading.[2]

"کسی بھی کارروائی میں کوئی حقیقت ثابت نہیں کی جاسکتی ہے جس میں فریقین یا ان کے ایجنٹوں کو سننے پر اتفاق ہو یا سماعت سے پہلے، وہ خود لکھے ہوئے کسی بھی تحریر کو داخل کرنے کے لئے اتفاق کرتا ہے، یا اس وقت کوئی بھی قاعدہ یا تقاضا جو میں ان کی درخواست کی طرف سے تسلیم کرنے کے لئے سمجھا جاتا ہے۔"

اس سے اقرار کی یہ قسمیں معلوم ہوتی ہیں: اقرار بالمعاہدہ، اقرار بذریعہ نوٹس، اور اقرار بذریعہ نوٹس جو سول پروسیجر کوڈ کے مطابق ہوں۔

اقرار کا حکم:

---

1 لجنۃ مکونۃ من عدۃ علماء وفقہاء فی الخلافۃ العثمانیۃ، مجلۃ الاحکام العدلیۃ، (نور محمد، کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی، سن ندارد) ۳۱۸/۱،

Lujan Makun Min adate Ulma Fi Al Khilfat Al Usmania ,Majlah Al Ahkam Al Adlia (Noor Muhammad,kutab khana Aram Bagh,Karachi,nd),1/318

2 *The Qanun e Shahadat, p:176Chapter:7، Article,113*

اقرار کا حکم یہ ہے کہ اقرار کرنے والے کے اقرار سے یہ چیز اس پر لازم ہو جاتی ہے مقرلہ کی تصدیق اور قبول کرنا اس کے لئے لازمی نہیں۔یہی وجہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کے لئے شراب کا اقرار کرے تو یہ اقرار کرنا درست ہے اور اس کو سپرد کرنے کا حکم کیا جائے گا، اگر اقرار سے ابتداء تملیک ہوتی تو یہ صحیح نہ ہوتی۔اسی طرح مجبور کرکے طلاق اور عتاق کا اقرار کرانا بھی درست نہیں اور انشاء اکراہ کے ساتھ درست ہوتا ہے۔تو نفس اقرار سے وہ چیز مقرلہ کی ملکیت بن جائے گی، خواہ مقرلہ اس کی تصدیق کرے یا نہ کرے، البتہ اگر مقرلہ اس کو رد کرے تو اس کا یہ اقرار باطل ہو جائے گا۔اسی طرح تصدیق کرنے کے بعد اگر اقرار کو رد کیا جائے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔[1]

مقربہ (جس چیز کا اقرار کرے) کی صورتیں:

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ حقوق اللہ ۲۔ حقوق العباد

حقوق اللہ کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ جن حقوق کا تعلق خاص اللہ تعالیٰ سے ہو جیسے حد زنا، حد شرب اور حد سرقہ، اس کا اقرار آزاد اور غلام دونوں کی طرف سے جائز ہے اس میں مقر اگر حد کی سزا لاگو کرنے سے پہلے رجوع کرے تو رجوع صحیح ہوگا اور حد باطل ہو جائے گا، کیونکہ اس صورت میں شبہ پیدا ہو جائے گا اور شبہ سے حدود ساقط ہو جاتے ہیں۔[2] اس لئے کہ جس طرح اقرار میں صدق کا پہلو راجح ہوتا ہے، اسی طرح انکار اور رجوع میں بھی صدق کا پہلو راجح ہوتا ہے۔اس لئے کہ رجوع میں رجوع کرنے والا تنہا ہوتا ہے اور کوئی اس کی تکذیب کرنے والا نہیں ہوتا، لہٰذا ایک معاملہ میں اقرار اور انکار کے جمع ہونے سے اس میں شبہ پیدا ہوا اور شبہ حدود کو ساقط کرتے ہیں۔اسی لئے مقر کے رجوع کو درست قرار دے کر اس سے حد ساقط کیا جائے گا۔ مقر کو تلقین کرنا تاکہ وہ رجوع کرے۔رجوع کا تلقین کرنا احادیث نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔

إِنَّ هَذَا سَرَقَ فَقَالَ مَا إِخَالُهُ سَرَقَ-[3]

1ابن عابدین، محمد بن عمر بن عبد العزیز، قرۃ عین الأخیار لتکملۃ ردالمحتار علی الدر المختار، (دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، سن ندارد)، ۲۱۷/۸

Abn Abidin,Muhammad b Umar,Qurat Ain Al Akhyar,(Dar Al Fikar,Beirut,nd), 8/217

2 سمرقندی، علاء الدین، محمد بن احمد بن ابی احمد، تحفۃ الفقہاء (دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۴ھ)، ۱۹۵/۳

Samrqandi,Al Aldin,Muhammad b Ahmad,Tuhftu Al fuqha(Dar Al Kutub Al Ilmiyah,Beirut,1414),3/195

3 طحاوی، احمد بن محمد، شرح معانی الاثار، باب الاقرار بالسرقۃ التی توجب القطع (عالم الکتب، ۱۴۱۴ھ)، حدیث: ۴۹۷۴

Tahawi,Ahmad b Muhammad,Shrah mani Al Asar(Aalem Al Kutub,1414),Hadith No:4974

حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، کہا گیا یارسول ﷺ اس شخص نے چوری کی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا خیال نہیں کہ اس نے چوری کہ ہو اس نے کہا کیوں نہیں چوری کی ہے یارسول ﷺ۔آپ ﷺ نے اس چور کے ہاتھ کو کاٹنے کا حکم صادر فرمایا اور پھر کہا کہ اسے داغ دو۔ یا جس طرح نبی کریم ﷺ نے سید نا ماعزؓ کو فرمایا کہ ہو سکتا ہے آپ نے ہاتھ لگایا ہو یا اس کو چوما ہوں۔آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

ادرءوا الحدود عن المسلمين ما استطعتم-[1]

"حتی الامکان مسلمانوں سے حدود کو دفع کرو۔"

لیکن چوری کی صورت میں رجوع کیا تو یہ رجوع قطع میں اثر کرے گا یعنی اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور جہاں تک مال کا تعلق ہے وہ اس پر لازم رہے گا، کیونکہ ہاتھ کاٹنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور مال بندوں کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ کے حق میں رجوع تو درست ہے لیکن بندوں کے حقوق میں رجوع کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔[2] ان حقوق میں ایک مرتبہ اقرار کرنا کافی ہے ماسوائے زنا کے اس میں چار مرتبہ اقرار کرنا حدیث ماعز کی وجہ سے لازم ہے۔البتہ امام ابویوسف[3] نے چوری اور شراب نوشی میں شہادت کی طرح اقرار کو دو مرتبہ لازم قرار دیا ہے، اور پھر اس قول سے اس کا رجوع ثابت ہے۔[4]

۲۔ وہ حقوق جن میں اللہ کے حق کے ساتھ ساتھ بندے کا حق بھی متعلق ہوتے ہیں۔ جیسے حد قذف میں مقر اقرار سے رجوع نہیں کر سکتا۔ حد قذف میں اس لئے رجوع نہیں کر سکتا کہ اس میں بندہ کا حق ہوتا ہے تو رجوع کی وجہ سے

1۔ حاکم، ابو عبداللہ، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین (دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۱ھ) ۴/ ۴۲۶، اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ صحیح الاسناد ہے اگرچہ بخاری اور مسلم میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔
Hakim,Abu Abdullah,Muhammad b Abdullah,Al Mustadrak(Dar Al Kutub Ilmiyyah, 1411),4/426

2 کاسانی، بدائع الصنائع، ۷/ ۲۳۳

Kasaani,Bidaye al Sanaye,7/233

3 ابویوسف، یعقوب بن ابراہیم بن حبیب انصاری کوفی بغدادی (پیدائش: ۱۱۳ھ۔وفات: ۱۸۲ھ)، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد رشید ہیں، جو پہلی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کو پھیلایا۔ قاضی القضاۃ بھی رہے، ان کی تصنیفات میں کتاب الخراج، الاثار، النوادر، اختلاف الامصار، ادب القاضی وغیرہ شامل ہیں۔(ابن خلکان، شمس الدین، احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر، وفیات الاعیان، (دار صادر، بیروت، ۱۹۹۴ء)، ۶/ ۳۷۸)
Abn Khalikan,Shamas Aldin,Ahmad b Muhammad,Wafayat Al Ayan(Dar Al Sader, Beirut,1994),6/378

4 سمرقندی، تحفۃ الفقہاء، ۳/ ۱۹۵

Samrqandi,Tuhfat Al Fuqha,3/195

منتہم ہو جاتا ہے۔ اور یہ ان حقوق سے رجوع کرنے کی طرح ہے جن میں صرف بندوں کے حقوق ہوتے ہیں، اور ان میں بھی اقرار سے رجوع کرنا جائز نہیں۔[1]

حقوق العباد کی کئی قسمیں ہیں۔ جیسے نکاح، طلاق اور حریت ، غصب، دین ، عین، خرید وفروخت، نسب، مال میراث، قصاص اور دیت وغیرہ۔

نکاح، طلاق اور حریت کا اقرار کرنا:

کسی نے حالت صحت یا مرض میں اقرار کیا کہ میں نے فلاں عورت سے ہزار درہم پر نکاح کیا ہے اور پھر اس سے انکار کرتا ہے عورت نے اس کی زندگی میں اویا اس کے مرنے کے بعد اس کی تصدیق کی تو نکاح جائز ہوگا، کیونکہ نکاح کا ثبوت اس کے حق میں اقرار کی وجہ سے ہو گیا اور پھر اس کے انکار سے یہ باطل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ یہ اقرار سے رجوع کرنا ہے اور اقرار سے رجوع کرنا باطل ہے۔ جب اس کے ساتھ مقرلہ کی تصدیق شامل ہو گیا تو اس کو اقرار کے وقت تک منسوب کیا گیا، گویا کہ یہ اس وقت ثابت تھا تو نکاح ثابت ہو کر عورت کو مہر اور میراث دونوں ملے گا۔ لیکن اگر نکاح مرض میں واقع ہوا اور مہر میں مہر مثل سے زیادتی ہے تو زیادتی باطل ہو گی، کیونکہ یہ وارث ہے اور اس صورت میں اقرار کی وجہ سے تہمت واقع ہوتا ہے۔ اگر عورت اس طرح کسی مرد سے نکاح کا اقرار کرے اور پھر انکار کرے تو اگر مرد نے اس کی زندگی میں اس کی تصدیق کی۔ تو نکاح جائز ہوگا اور اگر عورت کے مرنے کے بعد مرد نے اس کی تصدیق کی، تو امام ابو حنیفہ[2] کے نزدیک نکاح ثابت نہیں ہوگا اور امام محمد[3] اور امام

---

1 کاسانی، بدائع الصنائع، ۷/ ۲۳۳

Kasaani ,Bidaye al Sanaye,7/233

2 نعمان بن ثابت، تمیمی، کوفہ میں ۸۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ کو وفات پا گئے۔ صغار صحابہؓ کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ سیدنا انس بن مالکؓ جب کوفہ تشریف لائے تو ان کی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔۔ فقہ حنفی کے امام ہیں، اساتذہ میں عطاء بن ابی رباح، شعبی، جبلۃ بن سحیم، عمرو بن دینار، قتادہ، نافع مولی ابن عمر وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں امام ابو یوسف، امام محمد امام زفر کے علاوہ حکم بن عبداللہ، حمزہ الزیات، حیان بن علی ، حارث بن نبہان وغیرہ مشہور ہیں۔ (ذہبی، ابو عبداللہ، محمد بن احمد ، سیر اعلام النبلاء (مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۵ھ)، ۶/ ۳۹۰)

Zahabi,Abu Abdullah,Muhammad b Ahmad,Seyar Aalam Alnubla(Musasa Alresla, Beirut,1405),6/390

3 ابو عبداللہ محمد بن حسن بن فرقد شیبانی (پیدائش: ۱۳۱ھ - وفات: ۱۸۹ھ)، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں، فقہ حنفی کے امام ہیں، فقہ حنفی میں چھ کتابیں جو ظاہر الروایۃ کے نام سے موسوم ہیں وہ ان کی تصنیف شدہ ہیں۔ اس کے علاوہ الامالی، المخارج فی الحیل اور بلوغ الامانی وغیرہ بھی ان کی کتابیں ہیں۔ (شیرازی، ابو اسحاق، ابراہیم بن علی، طبقات الفقہاء، (دار الرائد العربی، بیروت لبنان، ۱۹۷۰ء)، ۱/ ۱۳۵)

Shirazi,Abu Ishaq,Ibrahim b Ali,Tabqath Al Fuqha(Dar Al Raid,Beirut,1970) ,1/135

ابو یوسف کے نزدیک نکاح درست ہوگا۔[1] اسی طرح عتق اور طلاق نفس اقرار سے ثابت ہوتا ہے، اس لئے اگر کسی کو کہا گیا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیا ہے یا اپنے غلام کو آزاد کیا ہے اور وہ خاموش رہا تو یہ بھی اقرار ہے۔ کیونکہ بیان کی موضع میں خاموشی اختیار کرنا بیان کی طرح ہے۔[2]

تقابل:

When the conduct of any person is relevant, any statement made to him or in his presence and hearing, which affects such conduct, is relevant.[3]

" قانون شہادت کے مطابق جب کسی کی موجودگی میں کوئی بات کہی جائے اور اس کو سن کر رد نہ کرے تو یہ خاموشی اقرار کی طرح ہے۔ "

غصب کا اقرار کرنا:

غصب کے اقرار کی صورت میں مقر کو بیان پر مجبور کیا جائے گا۔ کسی نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں سے کوئی چیز غصب کی ہے اور بیان نہیں کی تو اس کا یہ اقرار صحیح ہے اور اقرار کرنے والے کو حکم کیا جائے گا کہ بیان کرے اگر اس نے مال متقوم بیان کیئے اور مقرلہ نے اس کی تصدیق کی اور اس سے زیادہ کا دعویٰ نہ کیا تو مقر نے جس قدر کا اقرار کیا ہے وہ اس پر لازم ہو جائے گا۔ اگر مال میں تصدیق کی لیکن اس کے بیان سے زیادہ کا دعویٰ کیا تو مقر نے جس قدر کا اقرار کیا ہے وہی لازم ہوگا، اور منکر زیادت کا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر مقرلہ نے اس کے بیان کی تکذیب کی اور کسی دوسری چیز کا دعویٰ کیا تو تکذیب کرنے سے اس کا اقرار باطل ہو جائے گا اور جس چیز کا مدعی نے دعویٰ کیا اس میں مقر کا قول قبول ہوگا۔ اگر ایسی چیز بیان کی جو مال نہ ہو اور مقرلہ نے اس کی تصدیق کی تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا خواہ اسی چیز بیان کی ہو جو غصب سے مقصود ہوتی ہے اور یا غصب سے مقصود نہیں ہوتا۔[4]

دین اور عین کا اقرار کرنا:

---

1 سرخسی، محمد بن احمد بن ابی سہل، المبسوط للسرخسی، (دار المعرفۃ، بیروت، سن ندارد)، ۱/۱۴۲

Sarkhsi,Muhammad b Ahmad,Al Mbsoot(Dar Al Marifat,Beirut,nd),1/142

2 ابن نجیم، الأشباہ والنظائر علیٰ مذہب ابی حنیفۃ النعمان، ۱/۱۲۹

Abn Nujim,Al Ashbah W Al Nazayer,1/129

3 *The Qanun e Shahadat1984, p:32,chapter:3 ,Article:21*

4 کاسانی، بدائع الصنائع، ۷/۲۱۴

Kasaani ,Bidaye al Sanaye,7/214

آزاد کا اقرار صحیح ہوتا ہے اگرچہ مجہول چیز کا اقرار کرے خواہ دین ہو یا عین۔ قاضی اس کو مجبور کرے گا کہ وہ اس جہالت کو بیان کرے تاکہ یہ جہالت مرتفع ہو جائے۔[1]

تقابل:

The plaint shall state the precise amount.[2]

سول پروسیجر کوڈ کے مطابق دعویٰ میں ہر چیز کو واضح کرنا ضروری ہے۔ دعویٰ میں کسی قسم کی جہالت ہو تو اس کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ شرعی اور وضعی قوانین میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ لیکن اگر بچہ یا ماذون فی التجارۃ اقرار کریں۔ چونکہ شریعت میں اقوال کا اعتبار اس وقت کیا جاتا ہے جب وہ اس کے اہل سے صادر ہو، بچہ چونکہ نااہل ہوتا ہے اس لئے اس کے اقوال کا اعتبار نہیں کیا جاتا، یہی وجہ ہے کہ اگر اس کے قول کسی حد شرعی متعلق ہو جائے تو اس کا بھی اعتبار نہیں کیا جاتا، ہاں یہ اگر کسی کا کوئی چیز ضائع کرے تو اس پر ضمان لازم ہوگا۔[3] صبی اگر ماذون فی التجارۃ ہو تو اس کا اقرار درست ہوگا اگر وہ کسی کے لئے دین، ودیعت، عاریت، مضاربت اور غصب کا اقرار کرے تو اس کا اقرار درست ہوگا، کیونکہ اجازت کی وجہ سے یہ بالغ کے ساتھ ملحق ہوا۔ لیکن یہ اگر کسی کے لئے مہر، جنایت اور کفالت کا اقرار کرے تو اس کا اقرار درست نہ ہوگا کیونکہ یہ اجازت کے تحت داخل نہیں۔ اس لئے کہ تجارت تو مال کے ساتھ مال کے تبادلہ کو کہتے ہے اور نکاح میں تبادلہ مال نہیں ہوتا اور کفالت تو ایک عقد تبرع ہے اس لئے ان میں صبی ماذون فی التجارۃ کا قول قبول نہیں کیا جائے گا۔[4]

تقابل:

Where the plaintiff or the defendant is a minor or a person of unsound mind.[5]

"مدعی اور مدعیٰ علیہ کا عاقل اور بالغ ہونا لازمی ہے۔ مجنون اور نابالغ کا اقرار جائز نہیں۔"

---

1 الأشباہ والنظائر علی مذہب ابی حنیفۃ، ۱/۲۲۰

Al Ashbah W Al Nazayer,1/220

2*Muhammad Mazhar Hassan Nizami, ,(PLD Publisher Lahor,2015-) Civil Procedure Code1908,p:472,Order:7,Rule:2*

3 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق، (دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۶ھ)، ۶/۸۰

Abn Nujayam,Zain Aldin b Ibrahim,Al Bahr Al Rayeq(Dar Al kutub Ilmiyyah, 1406) ,6/80

4 ابن الشحنہ، لسان الحکام فی معرفۃ الأحکام، ۱/۲۶۵

Abn.Alshahana, Lisan Al Hukkam Fi Marifat Al ahkam ,1/265

5*Civil Procedure Code1908,p:472,Order7,Rule:1(d)*

البتہ اقرار حالت صحت میں اجنبی اور وارث کے لئے پورے مال سے جائز ہے اور حالت مرض میں مریض اپنے وارث کے لئے عین یا دین کا اقرار کرے تو اس کا اقرار درست نہیں مگر یہ کہ باقی ورثاء اس کی تصدیق کرے، امام شافعیؒ[1] اور امام احمد[2] اسی کے قائل ہیں لیکن ان کا اصح قول یہ ہے کہ اس حالت میں اقرار کرنا درست ہے۔ امام مالک[3] فرماتے ہیں، کہ جہاں تہمت کا اندیشہ نہ ہو تو صحیح ہوگا ورنہ اقرار باطل ہوگا۔[4] امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہے کہ مریض کا اقرار کرنا ایک حق ثابت کا اظہار ہے، سچائی کی جانب یہاں پر راجح ہے۔ اس لئے کہ ظاہر یہی ہے کہ اس مریض ایسی حالت میں جھوٹ نہیں بولے گا، یہ ایسا ہے کہ کسی اجنبی کے لئے اقرار کیا جائے، تو جس طرح اس کے لئے اقرار صحیح ہے اسی طرح وارث کے لئے بھی صحیح ہوگا، گویا یہ ایسا ہوگیا جیسے وہ کسی شخص کی نسبت وارث ہونے کا یا کسی وارث کی ودیعت ضائع کرنے کا اقرار کرے تو یہ اقرار صحیح ہے۔ احنافؒ کے نزدیک یہ اقرار باطل ہے۔[5]

ان کی دلیل یہ ہے، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ وَلَا إِقْرَارَ بِدَيْنٍ-[6]

---

1 محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع، ہاشمی، قرشی ۱۵۰ھ کو فلسطین میں پیدا ہوئے اور ۲۰۴ھ کو وفات پاگئے۔ آپ شعر، لغت، ایام عرب، فقہ اور حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ پہلا فتویٰ بیس سال کی عمر میں دیا تھا۔ رمضان المبارک میں ساٹھ مرتبہ قرآن ختم کرنے کا معمول تھا۔ (زرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد، الأعلام، (دار العلم للملایین، ۲۰۰۲ء)، ۲۶/۶)

Zirkli,Khair Aldin b Mahmood,Al Alam(Dar Al Ilam lilmaliyin,2002),6/26

2۔ احمد بن محمد، ابو عبداللہ، شیبانی، آئمہ اربعہ میں سے ہیں۔ ان کا تعلق مرو سے تھا۔ ان کے والد سرخس کے گورنر تھے۔ ۱۶۴ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے حصول علم میں لگے رہے اور اس سلسلے میں سفر کی تکالیف براشت کیں۔ خلق قرآن کے مسئلے میں ۲۸ مہینے جیل میں گزارے۔ ۲۴۱ھ کو وفات پاگئے۔ (الأعلام، ۲۰۳/۱)

Zarkali,Al Alam,1/203

3 مالک بن انس بن عامر اصبحی مدنی (پیدائش: ۹۵ھ – وفات: ۱۸۹ھ)، امام دار الہجرۃ سے مشہور ہیں، مذہب مالکی کے مؤسس ہیں۔ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، آپ کے اساتذہ میں امام نافع، ابن شہاب زہری، ربیعہ بن عبدالرحمٰن وغیرہ شامل ہیں۔ شاگردوں میں امام محمد اور یحییٰ بن یحییٰ لیثی اندلسی زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں مؤطا امام مالک کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی (طبقات الفقہاء، ۶۸/۱)

Samarqandi,Tabqatul Al Fuqha,1/68

4 بابرتی، محمد بن محمد بن محمود، العنایۃ شرح الھدایۃ، (دار الفکر، بدون طبع وتاریخ)، ۳۸۷/۸

Babarti,Muhmmad b Muhammad,Al Aniya,(Dar Al Fikar,nd),8/387

5 ابن عابدین، قرۃ عین الأخیار، ۲۹۲/۸

Abn Abidin ,Qurat Ayen Al Akhyar,8/292

6 دار قطنی، علی بن عمر، سنن دار قطنی، (مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۲۴ھ)، ج: ۵، ص: ۲۶۸، حدیث نمبر: ۴۲۹۸۔ حافظ ابو نعیم نے تاریخ اصبھان میں اشعث بن خراسانی کے تحت اس کو مسند ذکر کیا ہے۔ (ابو نعیم، احمد بن عبداللہ، تاریخ اصبھان، (دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۰ھ)، ۲۷۳/۱)

"کہ وارث کے لئے وصیت جائز نہیں اور نہ دین کا اقرار۔"

خرید و فروخت کا اقرار:

بیع کا اقرار کرنا مال کو لازم کرنا ہے، کیونکہ بیع میں دو چیزیں ہوتی ہیں: مبیعہ اور ثمن۔ جس طرح مبیعہ کی جہالت اور موجود نہ ہونے کی صورت میں بیع جائز نہیں ہوتا اسی طرح ثمن بیع سے جدا نہیں ہوتا تو بیع کا اقرار کرنا مال کو اپنے اوپر لازم کرنا ہے۔[1] لیکن بائع کو عیب سے پاک مبیعہ حوالہ کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ مطلق بیع مبیعہ کی سلامتی کا تقاضا کرتا ہے اور عیب کا ثابت ہونا مشتری کو رد کرنے کا حق دیتا ہے اور بائع اس کے اس حق کو رد کرتا ہے تو گواہ پیش کرنا لازمی ہوگا۔ اگر اس کے پاس گواہ نہ ہو تو مشتری سے قسم لی جائے گی کہ میں نے بائع کو اس عیب سے بری نہیں کیا اور جب سے دیکھا ہے تب سے مبیعہ کو بیع کے لئے پیش نہیں کیا اور نہ دیکھ کر راضی ہوا ہوں اور نہ مبیعہ میری ملک سے خارج ہوئی ہے۔ قسم کھانے کے بعد یہ بائع کو واپس کیا جائے گا۔[2] ظاہری عیب کی درج ذیل چار قسمیں ہیں:

ا۔ وہ عیب جو قدیم ہو یعنی پیدائشی ہو مثلاً غلام خریدے اور اس کی زائد انگلی ہو۔

۲۔ وہ عیب جو حادث ہو لیکن عقد کے وقت سے دعوی کے وقت تک اس کا پیدا ہونا ممکن نہ ہو مثلاً چیچک کے نشانات۔

۳۔ وہ عیب جو حادث ہو اور عقد کے وقت سے دعوی کے وقت تک اس کا پیدا ہونا ممکن ہو مثلاً زخم۔

۴۔ وہ عیب جو حادث ہو لیکن عقد کے بعد ہونا یقینی ہو۔

مشتری نے عیب قدیم کا دعوی کیا یا عیب حادث کا دعوی کیا جس کے مثل عقد کے وقت سے دعوی کے وقت تک پیدا ہونا ممکن ہی نہ ہو تو قاضی مشتری کو لوٹانے کا اختیار دے گا کیونکہ اس عیب کی حالت مشاہدہ کے ساتھ معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ عیب بائع کے پاس ہی پیدا ہوا تھا۔ البتہ اگر بائع دعوی کرے کہ مشتری اس عیب پر عقد بیع کے وقت راضی ہو گیا تھا اور اس پر گواہ قائم کرے تو مشتری کو لوٹانے کا اختیار نہیں ہوگا۔ اگر عیب ایسا ہو جو حادث ہو اور ایسا جیسا عیب پیدا ہونا ممکن ہو اور مشتری اس کا دعویٰ کرتا ہے لیکن بائع اس کا منکر ہے تو منکر کا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ اگر بائع کے پاس گواہ نہ ہو تو بائع کے مطالبہ کے ساتھ مشتری سے بالاتفاق قسم لی جائے گی اور اگر بائع

Dar Qutni,Ali b Umar,Sunan Dar Qutni(Musas Al Resla,1424), ,Hadith No:4298

1 ابن ہمام، کمال الدین، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر (دار الفکر، بیروت، سن ندارد)، ۲۰۴/۵

Abn Humam,Kamal Al Din,Muhammad b Abdul Wahid,Fathul Qadir(Dar Al Fikar, Beirut,nd),5/204

2 سرخسی، المبسوط، ۱۳۳/۱۸

Sarkhsi,Al Mabsoot,18/133

مطالبہ نہ کرے تو مشتری سے قسم نہیں لی جائے گی، علامہ ابن نجیم[1] رحمہ اللہ اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ قسم لینا جھگڑا ختم کرنے کے لیے ہوتا ہے اور یہاں قسم کے ساتھ جھگڑا پیدا کرنا ہے۔[2]

تقابل:

A person who rightly rescinds as a contract is entitled to compensation for any damage which he has sustained through the non-fulfillment of the contract۔[3]

"وہ شخص جو معاہدہ کو جائز طور پر فسخ کرنا چاہے تو معاہدہ کی مکمل نہ ہونے کی وجہ جو ضرر اور نقصان پہنچا ہو اس کے عوض لینے کا حق دار ہوتا ہے۔"

اقرار متحمل خیار نہیں:

کسی نے دوسرے کے لئے قرض، غصب، ودیعت اور یا عاریت کا اقرار اس شرط پر کیا کہ مجھے تین دن تک اپنے اقرار میں اختیار ہے تو اس کا اقرار صحیح ہوگا اور شرط باطل ہوگی۔ خیار شرط اس وجہ سے باطل ہوگی کہ خیار تو اس لئے ہوتا ہے کہ جب چاہے تو اس کو فسخ کردے اور اقرار خبر ہے جو قابل خیار نہیں ہے، اس لئے کہ خبر اگر صادق ہے تو اس پر عمل کرنا ضروری ہے خواہ وہ خیار کی شرط لگائے یا نہ لگائے۔ اگر کاذب ہے تو اس کو رد کرنا ضروری ہے جو اس کے اختیار اور عدم اختیار سے متغیر نہیں ہو سکتی۔ خیار شرط کا اثر عقود میں ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے عقد کی صفت متغیر ہو جاتی ہے اور صاحب خیار کو عقد فسخ کرنے اور باقی رکھنے کا اختیار ہوتا ہے۔ خیار شرط تعلیق بالشرط کے حکم میں ہوتا ہے اور اقرار کو شرط کے ساتھ معلق کرنا صحیح نہیں ہوتا اسی طرح خیار کے ساتھ معلق کرنا بھی صحیح نہیں۔ اقرار کا صحیح ہو کر مال کا لازم ہونا اس وجہ سے ہے کہ اس نے "علی" کے لفظ سے اقرار کیا ہے اور یہ لزوم

1 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن بکر مصری (پیدائش: ۹۲۶ھ-وفات: ۹۷۰ھ)، ابن نجیم کے ساتھ معروف ہیں۔ قاہرہ میں ولادت ہوئی، فقہ حنفی کے بڑے فقیہ اور اصول فقہ کے بڑے ماہر تھے، اساتذہ میں قاسم بن قطلوبغا، برہان کرکی اور امین بن عبد العال وغیرہ مشہور ہیں۔ کثیر التصانیف ہیں، جن میں الاشباہ والنظائر فی اصول الفقہ، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، فتح الغفار اور التحفۃ المرضیۃ فی الاراضی المصریۃ وغیرہ شامل ہیں۔ (عمر بن رضا بن محمد راغب، معجم المؤلفین، (داراحیاء التراث العربی، بیروت، ت ن)، ۱۹۲/۴)

Umar b Raza,Mujam Al Mulafin,(Dar Al Ahyya Al Turath,Beirut,nd),4/192

2 ابن نجیم، البحر الرائق، ۶۶/۶

Ibn e Nujaim,Al Bahr Al Rayeq,6/66

3 *The Contract Act 1872, Chapter : 6, Section: 75*

کے لئے آتا ہے اور جو چیز لازم ہو جائے وہ شرط باطل سے معدوم نہیں ہو سکتی۔[1] قرض، غصب، ودیعت اور عاریت کی صورت میں اقرار جائز ہے اور خیار باطل ہے خواہ مقرلہ نے خیار کی تصدیق کی ہو اور یا تکذیب۔ اگر ثمن بیع کے وجہ سے اپنے ذمہ لازم ہونے کا اقرار کیا اور تین دن کی خیار شرط لگائی اس صورت میں اگر مقرلہ نے خیار میں اس کی تصدیق کی تو خیار ثابت ہوگا اور اگر تکذیب کرے تو ثابت نہ ہوگا۔[2]

مال مشترک میں غیر کے لئے اقرار کرنا:

کسی نے اقرار کیا کہ اس غلام میں فلاں کی شرکت ہے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مقرلہ اس میں آدھے کا حصہ دار ہوگا، جب کہ امام محمدؒ کے نزدیک مقدار بیان کرنے میں مقر کا قول قبول ہوگا۔ اگر کسی کے لئے اقرار کرتے وقت "بین" کا لفظ استعمال کیا جائے تو اتفاقی طور غلام دونوں کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا۔ امام ابو یوسفؒ کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے۔

فإن كانوا أكثر من ذلك فهم شركاء في الثلث۔[3]

"اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے۔"

اس آیت میں شرکت کا لفظ آیا ہے جو برابری پر دلالت کرتا ہے۔ تو دونوں صورتوں میں خواہ لفظ بین ہو یا نہ ہو ہر صورت میں آدھا ملے گا۔

امام محمدؒ کی دلیل یہ آیت مبارکہ ہے۔

أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ۔[4]

"یا (بتاؤ) کہ آسمانوں میں ان کی شرکت ہے۔"

تو اس آیت میں حصہ کے معنی میں ہے اور اس کی بیان میں مقرلہ کا قول قبول کیا جائے گا۔ اگر اپنے اقرار سے متصل کہا کہ فلاں دسویں حصے کا شریک ہے تو اسی کا قول قبول کیا جائے گا۔ اگر یوں کہا کہ یہ غلام میرے ساتھ فلاں اور فلاں

---

1 مرغینانی، الهدایة، ۱۵۸/۳
Mughinani,Al Hidayyah,3/185

2 سرخسی، المبسوط، ۱۹۸/۱۸
Sarkhsi ,Al Mabsoot,17/198

3 سورة النساء ۴: ۱۲
Surah Al Nisa,4:12

4 سورة فاطر ۳۵: ۴۰
Surah Fatir,35:40

کا شریک ہے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک برابر تین حصے ہو کر تقسیم کیا جائے گا اور امام محمدؒ کے نزدیک اس میں مقر کا قول قبول کیا جائے گا۔[1]

تقابل:

Admissions or representation made by one partner in relation to partnership transactions are evidence against the other partners of the firm.[2]

"شراکت کی صورت میں ایک شریک کا اقرار دوسرے حصہ دار کے حق میں بھی اقرار قرار دیا جائے گا۔ تو شرعی اور وضعی قانون میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔"

ہاں جس اقرار کی وجہ سے شریک کو نقصان ہوتا ہے وہ اقرار جائز نہیں ہوتا۔[3]

نسب کا اقرار کرنا:

مقر نے اقرار کیا کہ فلاں بچہ میرا بیٹا ہے تو مقر سے اس کا نسب ثابت ہو جائے گا کیونکہ نسب ان امور میں سے ہے جو خاص طور سے اسی کو لازم ہونے والے ہیں۔ لیکن ثبوت نسب کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱۔ اس جیسا بچہ اس کے یہاں پیدا ہو سکتا ہو تا کہ وہ ظاہری لحاظ سے جھوٹا قرار نہ پائے۔

۲۔ بچہ مجہول النسب ہو۔ اگر معروف النسب ہو تو کسی دوسرے سے اس کے نسب کا ثابت نہ ہونا ایک ظاہری بات ہے۔

۳۔ بچہ اس کی تصدیق کردے کہ میں اس کا بیٹا ہوں۔ ان شرائط کے ہوتے ہوئے نسب ثابت ہو جائے گا اور یہ لڑکا ورثاء کے ساتھ میراث میں شریک ہوگا۔[4]

مال میراث میں اقرار:

مال میراث میں غیر کے لئے اقرار کرنا جائز ہے لیکن غیر کے لئے نسب کا اقرار جائز نہیں۔ کسی کا باپ مر گیا اور اس نے ایک شخص کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بھائی ہے تو بھائی ہونے کا نسب تو ثابت نہ ہوگا، کیونکہ اس سے تحمیل النسب علی الغیر لازم آتا ہے اور غیر پر نسب ثابت کرنا درست نہیں۔ البتہ مقر لہ مقر کے ساتھ باپ کی میراث میں

---

1 سرخسی، المبسوط، ۱۸/۶۴

Sarkhsi ,Al Mabsoot,18/64

2 *The Qanun e Shahadat1984,p:55, Chapter:3, Article:30*

3 سرخسی، المبسوط، ۱۸/۵۴

Sarkhsi ,Al Mabsoot ,18/54

4 ابن عابدین، قرۃ عین الأخیار، ۸/۳۰۷

Ibn e Abdeen,Quratu Ain Al Akhyar,8/307

شریک ہو جائے گا، امام مالکؒ اور امام احمدؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ نسب کے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے میراث میں بھی شریک نہ ہوگا۔ احنافؒ کی دلیل یہ ہے۔ مذکورہ اقرار دو باتوں پر مشتمل ہیں: ایک تو دوسرے پر نسب لازم کرنا اور مقر کو غیر پر اس کا اختیار حاصل نہیں تو یہ ثابت نہ ہوگا۔ دوسرا مال میراث میں اشتراک۔ مقر کو یہ اختیار حاصل ہے، کیونکہ یہ اپنی ذات پر اقرار ہے اور اس کو اپنی ذات پر ولایت ہے تو یہ مالی شرکت لازم ہو جائے گی۔ اس کی نظیر بھی موجود ہے۔ جیسے کسی مشتری نے بائع پر اقرار کیا کہ میں نے جو غلام اس سے خریدا ہے وہ اس کو آزاد کر چکا تھا، تو بائع پر اس کا یہ اقرار مقبول نہیں۔ یہاں تک کہ وہ بائع سے غلام کا ثمن واپس نہیں لے سکتا، لیکن آزادی کے حق میں اس کا یہ اقرار مقبول ہوتا ہے۔ کیونکہ حق آزادی میں اس کا یہ اقرار اپنی ذات پر اقرار ہے۔ یہاں تک کہ وہ غلام مشتری پر آزاد ہو جائے گا، پس اسی طرح نسب کا اقرار مذکور اشتراک میراث کے بارے میں مقبول ہوگا۔[1] جب مقر کی گواہی اس کے حق میں مقبول ہوئی تو ہمارے نزدیک مقر لہ مقر کے نصف حصے کا مستحق ہوگا اور امام مالکؒ کے نزدیک اس کا اقرار ترکہ میں شائع ہوگا، پس مقر کو اتنا حصہ ملے گا جتنا اس کا حصہ مخصوص ہے۔ یہاں تک کہ جس کا باپ مرا ہے اگر اس کا کوئی معروف بھائی ہو اور وہ کسی اور شخص کی نسبت بھائی ہونے کا اقرار کرے اور معروف بھائی اس کو جھٹلائے تو ہمارے نزدیک مقر کو اس کے مقبوض کا نصف ملے گا اور امام مالکؒ کے نزدیک اس کو مقبوض کا تہائی ملے گا، کیونکہ مقر نے اس کے لئے دونوں نصف میں ثلث شائع کا اقرار کیا ہے تو اس کا اقرار اس کے حصہ میں نافذ ہوگا اور جو اس کے بھائی کے حصہ میں ہے وہ باطل ہوگا۔ پس مقر کے لئے اس کے مقبوض کا ثلث ہوگا اور وہ تمام مال کا سدس ہے اور دوسرا سدس اس کے بھائی کے حصہ میں ہے اس میں اس کا اقرار باطل ہوگا۔ احنافؒ کہتے ہیں کہ مقر کا گمان یہ ہے کہ مقر لہ استحقاق میں اس کے برابر ہے اور منکر اپنے انکار میں ظالم ہے تو مقر کے قبضہ میں جو ہے اس کو ہالک کی طرح ٹھہرا کر باقی کو ان کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا۔[2]

قصاص اور دیت کا اقرار:

قصاص تو صرف بندوں کا حق ہے تو اس میں اقرار سے رجوع کرنا جائز نہیں۔[3] اسی طرح کسی نے دوسرے کو خطاء سے قتل کرنے کا اقرار کیا اور گواہ قتل کے اس مقر کے علاوہ دوسرے پر قائم ہوئے اور مدعی ان دونوں پر دعویٰ

1 ابن ہمام، فتح القدیر، ۸/۴۰۰

Ibn e Hammam,Fathul Qadir,8/400

2 زیلعی، تبیین الحقائق، ۵/۲۸

Zailai ,Tabin Al Hqayeq,5/28

3 کاسانی، بدائع الصنائع، ۷/۲۳۳

کرتا ہے تو مقر پر نصف دیت لازم ہوگا اور دوسرے پر کوئی چیز لازم نہ ہوگی۔ مقر نے دیت کامل کا اقرار کیا، کیونکہ وہ اپنے گمان کے مطابق قتل میں متفرد ہے۔ لیکن جب دوسرے پر گواہ قائم ہوئے گویا انہوں نے آدھی دیت میں اس کی تصدیق کی۔ اور مقر بہ کے بعض میں مقر کا تصدیق کرنا جائز ہے اور مشہود علیہ پر کچھ لازم نہ آئے گا۔ اس لئے کہ جب مدعی اپنے گواہوں کی تکذیب کرے تو مشہود علیہ پر کوئی چیز لازم نہ ہوگی۔ اگر ولی مقر کی تصدیق کرے یعنی قتل کا دعویٰ صرف اس پر کرے تو اس پر پوری دیت لازم ہو جائے گی اور عاقلہ پر کوئی چیز لازم نہ ہوگی۔[1]

لَا تَعْقِلُ الْعَاقِلَةُ عَمْدًا، وَلَا عَبْدًا، وَلَا صُلْحًا، وَلَا اعْتِرَافًا۔[2]

"عاقلہ پر قتل عمد، غلام کسی کی جنایت کرے، صلح اور اقرار کی صورت میں کوئی چیز لازم نہیں آتی۔"

جب اس نے خود اقرار کیا تو اس پر دیت لازم آئے گی اس کے عاقلہ پر نہیں۔

نتائج:

۱۔ اسلامی ریاست کے اہم فرائض میں سے قیام عدل ہے۔

۲۔ قدیم فقہی اصطلاحات کو جدید رائج اصطلاحات سے بدلنا وقت کی ضرورت ہے۔

۳۔ وضعی قوانین میں اکثر شرعی قوانین سے مطابقت رکھتی ہیں، البتہ بعض قوانین میں تعارض پایا جاتا ہے جن پر شریعت کی روشنی میں نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

4۔ اقرار اس شخص کے حق میں لازم قرار دیا جائے گا جس نے یہ اقرار کیا ہو یہ غیر کی طرف متعدی نہیں ہوتا۔

سفارشات و تجاویز:

- اقرار کے علاوہ دیگر ابواب فقہی کو دفعہ وار مرتب کرکے وضعی قوانین کے ساتھ ان کا تقابل کیا جائے۔
- فقہ اسلامی کے قدیم ذخیرہ کو اگر جدید قوانین کی صورت میں دفعہ وار مرتب کیا جائے تو عصر حاضر میں اسے قابل استفادہ بنایا جاسکتا ہے اور بطور قانون کے ملکی قانون کے نافذ کیا جاسکتا ہے۔
- جہاں وضعی اور شرعی قوانین میں مکمل مطابقت نہیں پائی جاتی وہاں شریعت کی روشنی میں نظر ثانی کی ضرورت ہے، لہٰذا پاکستان میں جتنے بھی رائج وضعی قوانین ہیں، ان کا تقابل قوانین شرعیہ سے کیا جائے تو ان میں موجود خامیوں کو دور کیا جاسکتا ہے۔

Kasaani,Bidaye Al Sanaye,7/233

1 سرخسی، المبسوط، ۱۲۶/۱۸

Sarkhasi,Al Mabsoot,18/126

2 دار قطنی، سنن الدار قطنی، کتاب الحدود والدیات وغیرہ، حدیث: ۳۰۷۹

Dar e Qutni,Sunan Dar Al Qutni ,Hadith:3079

مصادر و مراجع

۱۔القرآن الکریم

Al Quran Ul Kareem

۲۔ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ندارد

Muslim b Hajjaj,Sahih Muslim,Dar Ahya Al Turath al Arabi nd

۳۔ابن اثیر، محمد بن محمد، اسد الغابۃ،، دار الفکر، بیروت ۱۴۰۹ھ

Abni Asir,Muhammad Bin Muhammad,Usdul Ghaba,Darul fikar, Beirut,1409

۴۔ابن الشحنہ، لسان الدین، احمد بن محمد، لسان الحکام فی معرفۃ الاَحکام، البابی الحلبی، قاہرہ، ۱۳۹۳ھ

Abn.Alshahana,Lisan al Din,Ahmad b Muhammad,Lisan Al hukkam fi Marifat al ahkam,Al Babi,Al Halbi,Qahra,1393

۵۔ابن خلکان، شمس الدین، احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر، وفیات الاعیان، دار صادر، بیروت، ۱۹۹۴ء

Abn Khalikan,Shamas Aldin,Ahmad b Muhammad,Wafayat Al Ayan,Dar Al Sader, Beirut,1994

۶۔ابن عابدین، محمد بن عمر بن عبد العزیز، قرۃ عین الاَخیار لتکملۃ ردالمحتار علی الدر المختار، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، سن ندارد

Abn Abidin,Muhammad b Umar,Qurat Ain Al Akhyar,Dar Al Fikar,Beirut,nd

۷۔ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق، دار الکتاب الاسلامی، سن تاریخ ندارد

Ibn Nujim,Zain Al Din b Ibrahim,Dar Al kitab Al Islami,nd

۸۔افریقی، محمد بن مکرم، ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ

Afrique ,Muhmmad b Mukkram,abni Manzoor,lisan ul Arab,Dar Al sader ,Beirut ,1414

۹۔ابن ہمام، کمال الدین، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر، دار الفکر، بیروت، سن ندارد

Abn Humam,Kamal Al Din,Muhammad b Abdul Wahid,Fathul Qadir,Dar Al Fikar,nd

۱۰۔ بابرتی، محمد بن محمد بن محمود، العنایۃ شرح الھدایۃ، دار الفکر، بدون طبع وتاریخ

Babarti,Muhmmad b Muhammad,Al Aniya,Dar Al Fikar,nd

۱۱۔حاکم، ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۱ھ

Hakim,Abu Abdullah,Muhammad b Abdullah,Al Mustadrak,Dar Al Kutub Ilmiyyah, 1411

۱۲۔ دار قطنی، علی بن عمر، سنن دار قطنی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۲۴ھ

Dar Qutni,Ali b Umar,Sunan Dar Qutni,Musas Al Resla,1424

۱۳۔ ذہبی، ابو عبداللہ، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۵ھ

Zahabi,Abu Abdullah,Muhammad b Ahmad,Seyar Aalam Alnubla, Musasa Alresla, Beirut,1405

۱۴۔ زرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد، الأعلام، دار العلم للملایین، ۲۰۰۲ء

Zirkli,Khair Aldin b Mahmood,Al Alam,Dar Al Ilam lilmaliyin , 2002

۱۵۔ زیلعی، عثمان بن علی، تبیین الحقائق، المطبعۃ الکبریٰ الأمیریۃ، قاہرہ

Zailai,Usman b Ali,Tabin Al Haqiq,Al Matabtul Kubra Al Amiria, qahira

۱۶۔ سمرقندی، علاء الدین، محمد بن احمد بن ابی احمد، تحفۃ الفقہاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۴ھ

Samrqandi,Al Aldin,Muhammad b Ahmad,Tuhftu Al fuqha,Dar Al Kutub Al Ilmiyah,Beirut,1414

۱۷۔ سرخسی، محمد بن احمد بن ابی سہل، المبسوط للسرخسی ، دار المعرفۃ، بیروت، سن ندارد

Sarkhsi,Muhammad b Ahmad,Al Mbsoot,Dar Al Marifat,Beirut,nd

۱۸۔ شہاب الدین، احمد بن محمد، غمز عیون البصائر فی شرح الأشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۵ھ

Shahab Al din,Ahmad b Muhammad,Ghamz aun Al basyer Fi Shrah Al Ashbah Wal Nazayer,Dar Al Kutub Ilmiyyah,1405

۱۹۔ شیرازی، ابو اسحاق، ابراہیم بن علی، طبقات الفقہاء، دار الرائد العربی، بیروت لبنان، ۱۹۷۰ء

Shirazi,Abu Ishaq,Ibrahim b Ali,Tabqath Al Fuqha,Dar Al Raid, Beirut,1970

۲۰۔ قونوی، قاسم بن عبداللہ، انیس الفقہاء فی تعریفات الألفاظ المتداولۃ، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ

Qonwi ,Qasim b Abdullah,Anisul Fuqha fi Trifat alafaz e almutadwela Dar Al .kutubal .llamiyyah 1442

۲۱۔ کاسانی، ابو بکر بن مسعود بن احمد، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار لکتب العلمیہ، ۱۴۰۶ھ

Kasani,Abu Bakar b masood b Ahmad,Bidaye al Sanaye fi Tartib Al Sharih,Dar Al Kutub al llmiyyah1406

۲۲۔ لجنۃ علماء ہند، فتاویٰ عالمگیری، ، دار الفکر، بیروت، ۱۳۱۰ھ

Lujna Ulme Hind,Fatwa al almgri,Dar Al Fikar Beirut,1310

۲۳۔ لجنۃ مکونۃ من عدۃ علماء وفقہاء فی الخلافۃ العثمانیۃ، مجلۃ الاحکام العدلیۃ، نور محمد، کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ ، کراچی، سن ندارد

Lujan Makun Min adate Ulma Fi Al Khilfat Al Usmania ,Majlah Al Ahkam Al Adlia,Noor Muhammad,kutab khana Aram Bagh,Karachi,nd

۲۴۔ مرغینانی ،ابو الحسن، برھان الدین، علی بن ابی بکر، الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی ،داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، سن ندارد

Murghainani,Burhan al.Din,Ali b Abi Bakar,Al.Hidayah,Dar Ahya Al Turath al Arabi nd

۲۵۔ منلا خسرو، محمد بن فرامر، درر الحکام شرح غرر الأحکام، دار احیاء الکتب العربیۃ، سن تاریخ ندارد

Minla,khisro.Muhammad b Framr,Durr Al Hukkam Shrah Ghurar Al Ahkam,Dar Ahya Al kutub,nd

۲۶۔ طحاوی، احمد بن محمد، شرح معانی الاثار، عالم الکتب، ۱۴۱۴ھ

Tahawi,Ahmad b Muhammad,Shrah mani Al Asar,Aalem Al Kutub,1414